حج کا اخلاقی و عرفانی پہلو

سید علی رضا نقوی

حج ارکان دین میں عظیم ترین رکن ہے اور بندہ کی اپنے رب سے قربت کے لئے اہم ترین وسیلہ۔ یہ ان تمام فرائض میں جو خدا کی طرف سے مقرر ہوئے ہیں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ یہ تمام جسمانی عبادات میں سب سے سخت اور افضل اور ان تمام عبادات میں جن کو ترک کرنے والے انسان کا دین ضائع ہو جاتا ہے، سب سے عظیم ہے اس کو ترک کرنے والا "خسران مبین" میں یہود و نصاریٰ کے ہم پلہ ہو جاتا ہے[1]

جو شخص حج کے وجوب کا منکر ہو وہ از روئے کتاب و سنت و اجماع دائرہ اسلام سے خارج ہوگا حج کا وجوب ایسا مسئلہ نہیں جس میں اجتہاد کی گنجائش ہو یا جس میں تقلید کا سوال پیدا ہو کیونکہ یہ اسلام کے بدیہیات میں سے ہے[2]۔

امام جعفر الصادقؑ سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ آیہ وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین[3] میں جو الفاظ "مَنْ کَفَرَ" آئے ہیں کیا ان سے مراد وہ شخص ہے جس نے حج نہ کیا ہو تو وہ کافر قرار پائے، تو امام نے فرمایا: "نہیں بلکہ (اس سے مراد) وہ شخص ہے جو حج کو حج کی طرح نہ مانے یعنی جو بنیادی طور پہ حج کے وجوب ہی سے انکار کرے ایسا شخص کافر قرار پائے گا"[4]۔

جہاں تک اس کے احکام و شرائط کا تعلق ہے وہ تو فقہا کا کام ہے اور انہوں نے اس پہ کتب فقہ میں تفصیل سے بحث کی ہے، لیکن اس کے پوشیدہ اسرار، دقت طلب اعمال اور باطنی آداب ایسے موضوعات ہیں جو فقہا کی بحث سے خارج ہیں اور ان پر صرف ارباب قلوب و اہل سلوک ہی روشنی

ڈال سکتے ہیں۔

انسان کی تخلیق کا مقصد

اصحاب معرفت کے نزدیک انسان کی تخلیق کا اصلی مقصد اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی محبت کا حصول ہے۔ اس کی محبت کا حصول مفعلائے نفس کے ذریعہ ہی ممکن ہے جس کے لئے ضروری ہے کہ اس کو برائیوں سے دور رکھا جائے۔ نفس انسانی جتنا زیادہ پاک صاف اور آلائشوں سے دور ہوگا اسی قدر اس میں خدا کی محبت بیشتر اور شدید تر ہوگی۔ نفس کی پاکیزگی سے مراد یہ ہے کہ وہ سفلی جذبات وشہوات سے بالاتر رہے۔ مال و دولت کے لالچ سے دور رہے۔ سخت کوشی میں مصروف رہے، اور اللہ کے ذکر سے دل کو آباد کرنے کے لئے غیر اللہ سے رشتہ توڑ لے۔ ؎۶

یہی وجہ ہے کہ عبادات میں مختلف امور ملحوظ رکھے گئے ہیں۔ بعض عبادات میں مال خرچ کرنا ہوتا ہے۔ یہ امر نفس کو دنیاوی مال و منال کے لالچ سے دور رکھنے کا موجب ہوتا ہے، جیسے زکوٰۃ، خمس اور صدقات۔ بعض میں نفس کو شہوات سے روکنا ہوتا ہے جیسے روزہ۔ بعض میں دل کو صرف اللہ کے ذکر کے لئے غیر اللہ کے تعلق سے خالی رکھنا، قلب کو اس کی طرف متوجہ کرنا اور اعضاء و جوارح کو اس کام کے لئے آمادہ کرنا ہوتا ہے۔ جیسے نماز؎

حج میں یہ تمام امور شامل ہوتے ہیں، اس میں اپنے وطن کو چھوڑ کر غربت اختیار کرنا ہوتا ہے جسم کو تعب و تکان پہنچانا مال و دولت کا خرچ کرنا، دنیاوی آرزوؤں سے قطع تعلق خدا سے عہد عبودیت کی تجدید اور تمام حواس کا بیدار ہونا تاکہ شعائر اللہ کا مشاہدہ کیا جاسکے ؎

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہؐ نے حج کو جہاد کا مقام عطا فرمایا ہے، جس میں انسان کو خدا کی راہ میں اپنے آپ کو قربان کرنے کے لئے تیار رہنا پڑتا ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے۔ الحج جہاد کل ضعیف ؎۹

(حج ہر ضعیف و ناتواں کا جہاد ہے) یعنی جو شخص اتنا ضعیف ہو کہ جہاد نہ کر سکے تو اس کا حج جہاد کے برابر شمار کیا جائے گا۔

یہی قول حضرت علی کی طرف بھی منسوب ہے ؎۱۰

حج کا مقصد یہ ہے کہ اہل اسلام اطراف عالم سے سمٹ کر ایک مرکز پہ جمع ہو جائیں تاکہ اس عالمی اجتماع سے اسلام کی عظمت کا مظاہرہ ہو سکے اور اللہ کی پرستش و عبادت کا ولولہ تازہ اور مسلمانوں میں آپس میں روابط حسنہ کے قیام و استحکام کا موقع حاصل ہو۔ چنانچہ حضرت علیؑ کا ارشاد ہے۔ "فرض اللہ الحج تقویۃ للدین" (خدائے تعالےٰ نے حج کا فریضہ دین کو تقویت پہنچانے کے لئے عائد کیا ہے) ؎

حج کے لطائف و اسرار

حضرت علیؑ نے اپنے ایک خطبہ میں حج کے اسرار و دقائق کو یوں بیان فرمایا ہے۔

وفرض علیکم حج بیتہ الحرام الذی جعلہ قبلۃ للأنام یردونہ ورود الانعام ویألهون الیہ ولوہ الحمام، جعلہ سبحانہ علامۃ لتواضعهم لعظمتہ واذعانهم لعزتہ، واختار من خلقہ سماعا اجابوا الیہ دعوتہ وصدقوا کلمتہ ووقفوا مواقف انبیائہ وتشبھوا بملائکتہ المطیفین بعرشہ، یحرزون الارباح فی متجر عبادتہ، ویتبادرون عند موعد مغفرتہ، جعلہ سبحانہ وتعالیٰ للاسلام علما وللعائذین حرما، فرض حجہ واوجب حقہ وکتب علیکم وفادتہ .... الخ ؎

اللہ نے اپنے گھر کا حج تم پر واجب کیا، جسے لوگوں کے لئے قبلہ بنایا ہے، جہاں لوگ اس طرح کھنچ کر آتے ہیں جس طرح (پیاسے) حیوان (پانی کی طرف) جاتے ہیں، اور جس طرح کبوتر اپنے آشیانوں کی طرف والہانہ بڑھتے ہیں۔ اللہ سبحانہٗ (تعالیٰ) نے اس کو اپنی عظمت کے مقابل ان کی فروتنی و انکسار کی علامت اور ان سے اپنی عظمت کے اعتراف کی نشانی بنایا ہے اس نے اپنی مخلوق میں سے ایسے سننے والوں کو چن لیا جنہوں نے اس کی آواز پر لبیک کہا اور اس کے کلام کی تصدیق کی وہ انبیاء کے کھڑے ہونے کی جگہ پر کھڑے ہوئے اور انہوں نے عرش پر طواف کرنے والے فرشتوں سے مماثلت اختیار کی۔ وہ اللہ کی عبادت کی منافع گاہ میں منافع سمیٹتے ہیں، اور اللہ کی مغفرت کی وعدہ گاہ میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے اس گھر کو اسلام کی (عظمت کی) نشانی اور پناہ چاہنے

والوں کے لئے پناہ گاہ قرار دیا ہے۔ اس گھر کا حج فرض کیا اور اس کے حق کے احترام کو واجب قرار فرمایا اور اس کی طرف تم پر راہ نوردی لکھ دی (یعنی فرض کر دی)

اسی طرح ایک دوسرے خطبہ میں حضرت علیؑ نے حج اور عمرہ کو فقر کو مٹانے والے اور گناہوں کو دھونے والے بتایا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں۔

"ان افضل ماتوسل به المتوسلون الی الله سبحانه وتعالیٰ.... حج البیت واعتماره فانهما ینفیان الفقر ویرحضان الذنب"

(اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے والوں کے لئے بہترین وسیلہ .... خانہ کعبہ کا حج اور عمرہ بجا لانا ہے کہ یہ دونوں فقر کو دور کرتے ہیں اور گناہوں کو دھو دیتے ہیں)

حج اور رہبانیت

حج کو اللہ تعالیٰ نے تمام فرائض میں سب سے عظیم قرار دیا ہے اور اس کو سابقہ امتوں میں رائج رہبانیت کا مقام عطا فرمایا ہے۔ گزشتہ امتیں جب سب سے زیادہ کٹھن اور سنگین دینی فرائض پر عمل کرنے کا ارادہ کرتی تھیں تو وہ باقی مخلوق سے رشتہ توڑ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر گوشہ نشین ہو جاتیں، اور تمام لذات کو ترک کر کے آخرت کی خاطر اپنی ذات پر سنگین ریاضتوں کو لازم قرار دیتیں۔ خدا نے ان کی تعریف اپنی کتاب (قرآن مجید) میں ان لفظوں میں فرمائی ہے۔

"ذلك بان منهم قسيسين ورهبانا وانهم لايستكبرون" [۱۴]

(یہ اس وجہ سے ہے کہ ان میں قسیس اور راہب لوگ ہیں اور وہ لوگ سرکشی نہیں کرتے)

اسی طرح دوسری جگہ فرمایا ہے:

ورهبانية ابتدعوها ما كتبناها عليهم الا ابتغاء رضوان الله [۱۵]

ترجمہ:۔ (اور رہبانیت جس کو انہوں نے اپنی طرف سے ایجاد کر لیا ہے وہ ہم نے ان پر واجب نہیں کیا تھا بجز خوشنودی الٰہی کی جستجو کے)

جب خلق نے اپنی خواہشات کی پیروی شروع کر دی اور خدائے تعالیٰ کے لئے تجرد چھوڑ دیا اور اس سے فرار اختیار کیا تو خدا نے اپنے آخری رسول محمدؐ کو آخرت کے طریقہ کو دوبارہ زندہ کرنے اور اس پر گامزن ہونے سے متعلق رسولوں کی سنت کی تجدید کرنے کے لئے بھیجا۔ دوسری اقوام کے لوگوں نے رسول اللہؐ سے ان کے دین میں رہبانیت اور سیاحت کے مقام کے متعلق دریافت

کیا تو آپ نے فرمایا: ہم نے رہبانیت کو جہاد اور تکبیر (یعنی حج) سے بدل دیا جس میں تمام تر شرف موجود ہے۔ اور ہم نے سیاحت کو صوم (روزہ) سے بدل دیا[۱۶]

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو انعام و اکرام سے نوازا، کیونکہ اس نے ان کے لئے رہبانیت کو حج میں بدل دیا[۱۷] چنانچہ وہ سالقہ اقوام میں رائج عظیم ترین فرائض اور طاعات کی جگہ قرار پایا۔[۱۸]

حج کے اعمال کے لوازم

حج کے اعمال میں ذکر خداوندی کے لئے نفس کو مختلف طاعات وعبادات کے قبول کے لئے آمادہ کرنا لازمی ہے[۱۹] چنانچہ خدا نے ان پر حج کے سلسلہ میں ایسے اعمال واجب کر دیئے ہیں کہ[۲۰] ان میں سے بعض امور کو نفس پسند نہیں کرتا اور بعض کے معانی تک عقل انسانی کی رسائی نہیں، جیسے کنکریاں مارنا، صفا و مروہ کے درمیان کئی بار چلنا۔ ان جیسے اعمال سے انسان کے کمال بندگی کا اظہار ہوتا ہے۔ جب کہ دوسری (اکثر) عبادات کے اعمال کی حکمتیں عقل کے لئے قابل فہم ہیں، انسانی طبیعت کو ان سے انسیت کا احساس ہوتا ہے[۲۱] "زکواۃ" مہربانی کا نام ہے، اس کی وجہ سمجھ میں آتی ہے چنانچہ عقل اس کی طرف مائل ہوتی ہے۔ اسی طرح "روزہ" شہوت نفسانی کو جو خدا کے دشمن کا آلۂ کار ہے زیر کرنے کا نام ہے۔ "نماز" میں عبادت کے لئے فراغت اور دوسرے دنیاوی مشاغل سے دست کشی اور رکوع اور سجدہ یہ سب خدا کے حضور میں فروتنی کے اظہار کی علامت ہیں جبکہ نفوس انسانی کو اللہ تعالیٰ سے (پہلے ہی) انسیت ہوتی ہے۔[۲۲]

بعض انسانی فہم سے بالاتر اعمال

بعض اعمال حج مثلاً کنکریاں مارنا اور (صفا و مروہ کے درمیان) بار بار چلنا ایسے ہیں جن میں نہ نفس انسانی کے لئے کوئی مزہ ہوتا ہے، نہ آدمی کی طبیعت ان سے مانوس ہوتی ہے اور نہ عقل کو ان کے معانی تک رسائی۔ چنانچہ ان پر عمل صرف حکم خداوندی کی خاطر ہوتا ہے، اس لحاظ سے کہ اللہ کے حکم کی پیروی واجب ہے۔ لہٰذا انسان کو ان اعمال میں عقل کے تصرف سے آزاد ہونا اور اپنے نفس اور طبیعت کو اس کے مقام انس سے ہٹانا پڑتا ہے کیونکہ انسانی طبیعت اسی چیز کی طرف مائل ہوتی ہے جس کے معانی کا عقل ادراک کرتی ہے، چنانچہ یہ میلان فرمانبرداری

میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ لیکن اس سے کمال عبودیت اور اطاعت کا اظہار نہیں ہوتا۔[24]
لہٰذا رسول اللہؐ نے حج کے بارے میں خاص طور پر ارشاد فرمایا:

"لبیک بحجۃ حقا وتعبدا ورقا" [25]

(یعنی حج کی دعوت پر لبیک کہو اس کو اللہ کا حق سمجھ کر اور اظہار عبودیت اور بندگی کے طور پر)

یہ بات آنحضرتؐ نے حج کے علاوہ دوسری عبادات کے بارے میں نہیں فرمائی۔[26] ایسی عبادت جس کی حکمت تک عقل کی رسائی نہ ہو، تمام عبادات میں تزکیہ نفس اور عبودیت کی چاہ پیدا کرنے کے لئے سب سے مفید و مؤثر ہوگی۔ بعض لوگوں نے ان افعال پر تعجب کا اظہار کیا ہے۔ ان کے اس تعجب کی وجہ عبادات کے اسرار و رموز سے ان کی بے خبری ہے۔[27]

آداب حج

حضرت امام جعفر الصادقؑ نے ایک روایت میں آداب حج کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:
جب تم حج کا ارادہ کرو تو اپنے ارادہ سے قبل اپنے قلب کو خدائے عزوجل کی خاطر ہر ایسے شغل و تعلق سے خالی کر لو جو تمہیں مشغول رکھے ہوئے ہو، ہر ایسے حجاب کو اٹھا دو (جو تمہارے اور خدا کے درمیان) حائل ہو، اپنے تمام کاموں کو اللہ کے سپرد کر دو اور اپنی تمام حرکات و سکنات میں خدا پر بھروسہ کرو، خدا کے حکم اور تقدیر (الہی) کے سامنے سر تسلیم خم کر دو، دنیا اور اس کے راحت و آرام اور مخلوق (سے تعلق) کو چھوڑ دو، مخلوق کے ان حقوق سے خود کو آزاد کر لو جو تمہارے اوپر لازم ہوں، اپنے زاد راہ، سواری، ساتھیوں، قوت، شباب اور اپنے مال و منال پر اعتماد نہ کرو۔ مبادا وہ تمہارے لئے دشمن اور وبال بن جائیں۔ یقیناً جو (زبان سے) رضائے الہی کا دعوی کرے اور غیر اللہ پر اعتماد (بھی) کرے تو وہ چیز یا شخص اس کے لئے دشمن اور وبال بن جاتے ہیں لہٰذا انسان کو جان لینا چاہیے کہ نہ اس کے پاس طاقت ہے اور نہ ہی کوئی حیلہ (و وسیلہ)، اور نہ کسی دوسرے کے پاس (یہ طاقت اور وسیلہ ہیں) سوائے توفیق ایزدی کے ذریعہ۔

"خود کو (سفر حج کے لئے) اس شخص کی طرح آمادہ کرو جس کو واپسی کی امید نہ ہو۔ اپنے (سفر کے) ہمراہیوں کے ساتھ نیکی کرو۔ اللہ تعالیٰ کے فرائض اور نبیؐ کے اوقات کی رعایت کرو اور تمام وقت ان فرائض کو ادا کرتے رہو جو تم پر ادب و تحمل، صبر و شکر، شفقت و سخاوت اور زاد راہ کی قربانی

سے متعلق تم پر عائد کئے گئے ہیں ۔

"پھر اپنے گناہوں کو خالص توبہ کے پانی سے دھو ڈالو، صدق و صفا اور خضوع و خشوع کے لباس کو زیبِ تن کر لو اور خود پر ہر وہ چیز حرام قرار دے لو جو تم کو خداوند عزوجل کے ذکر سے روکتی ہو اور اس کی طاعت کی راہ میں حائل ہوتی ہو۔" [۲۸]

حج کے بعض اسرار

ہر چند حج کے بعض اسرار و رموز ہماری فہم سے بالاتر ہیں لیکن پھر بھی بعض ہمارے لئے قابل فہم ہیں حج کی حکمتوں میں سے ایک حکمت اہل عالم کا ایسی جگہ پر اجتماع جس میں متعدد بار وحی نازل ہوئی اور جبریل امین اور دوسرے مقرب ملائکہ رسول خدا ؐ اور ان سے پہلے حضرت خلیل ؑ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے، بلکہ وہ جگہ جو حضرت آدم سے لیکر خاتم النبیین ؐ تک تمام انبیاء وحی اور ملائکہ کی جلوہ گاہ رہی ہے حتیٰ کہ خود سید الرسل ؐ کی اسی جگہ پر ولادتِ طیبہ ہوئی اور اس کے اکثر مقامات کو آنحضرت ؐ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا، اسی وجہ سے یہ جگہ بیت العتیق [۲۹] کے نام سے موسوم ہوئی [۳۰] ۔

خدائے تعالیٰ نے اس کو اپنی ذات کی طرف منسوب کر کے اس کو مزید شرف بخشا اور اس کو اپنے بندوں کے لئے منزل مقصود قرار دیا اور اس کے اطراف کو اپنے گھر کا حرم فرمایا اور اپنے حکم سے موجب احترام بنایا۔ [۳۱]

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسی جگہ پر اجتماع میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ مختلف ملکوں سے جمع ہونے والے اصحاب علم و معرفت اور نیک لوگوں میں باہمی الفت، محبت، دعا اور عبادت و پرستش میں تعاون کا موقع ملتا ہے جس سے وہ تمام مقاصد پورے ہوتے ہیں جن کا تعلق رسول کریم ؐ کے پیغام نزول وحی اور احکام خداوندی سے جو نبی ؐ اور ان پر وحی کے نزول اور ان کی کوششوں اور اعلائے کلمۃ اللہ سے وابستہ ہیں۔ اس طرح قلب میں رقت اور نفس میں صفائی پیدا ہوتی۔ [۳۲]

حج سے روانگی سے اتمام حج تک

حج کے لئے روانگی سے لیکر حج کے اتمام تک کے لئے مخصوص آداب ہیں حاجی کو چاہیئے ان کی طرف خاص توجہ کرے اور حج کے دوران اس کا خاص لحاظ رکھے ۔

۱۔ حج کے لئے روانگی اور اس کے آداب

حاجی کو چاہیے کہ حج کے لئے روانگی کے وقت چند امور کا خاص طور پہ لحاظ رکھے:۔

اول تجرد و اخلاص:۔ اپنی نیت کو اللہ کے لئے پاک کرے، دنیاوی اغراض میں سے کوئی چیز اس کے دل کو آلودہ نہ کرے، اور حج کا مقصد اللہ کے حکم کی بجاآوری، ثواب کا حصول اور عذاب سے خلاصی حاصل کرنے کے علاوہ کچھ اور نہیں ہو۔ اس کو ہر اس چیز سے پرہیز کرنا چاہیئے جو اس کے دل کے بعض گوشوں میں حج کے باعث چھپا ہو، جیسے ریاکاری اور لوگوں کی مذمت کا خوف اور یہ ڈر کہ اگر اس نے حج نہ کیا تو لوگ اسے فاسق کہیں گے یا حج کے ترک کرنے کی صورت میں فقر کے دامنگیر ہونے یا اموال کے تلف ہونے کا خوف ہو، جیسا کہ مشہور ہے کہ حج ترک کرنے والا غربت اور ادبار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یا تجارت یا کسی دوسرے شغل کا ارادہ ہو، یہ سب باتیں عمل کو اخلاص سے خارج کر دیتی ہیں اور حقیقی فائدہ اور ثواب کے حصول میں رکاوٹ بنتی ہیں۔ اس سے بڑی کیا جہالت ہوگی کہ انسان اعمال شاقہ کو، جن سے ابدی سعادت حاصل ہو سکتی ہے، فاسد خیالات کی خاطر برداشت کرے، جن سے سوائے نقصان اور محرومی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا [۳۳]

حاجی کو چاہیئے کہ اپنے عزم و ارادہ کو خالصتاً اللہ کی خاطر انجام دے۔ اور اس کو ریاکاری کی آلودگیوں سے دور رکھے اور اس بات کا یقین کرلے کہ اس کے قصد اور عمل میں سے کوئی چیز قبول نہیں ہوگی سوائے اس کے جو خالص ہوگی۔ پس حاجی کو چاہیئے کہ اپنے ارادہ کی اصلاح کرے اور اس کی اصلاح اس کے اخلاص اور ہر اس چیز سے اجتناب کے ذریعہ ہو سکتی ہے جس میں ریاکاری اور شدت کی خواہش کا شائبہ نہ ہو۔[۳۴] پس اسے چاہیئے کہ وہ ایک ادنیٰ چیز کو ایک اچھی چیز کے عوض میں قبول کرنے سے پرہیز کرے۔[۳۵]

دوم خالص توبہ:۔ حاجی کو چاہیئے کہ خدا سے اخلاص کے ساتھ توبہ کرے اور بے انصافیوں سے پرہیز کرے۔ اپنے قلب کے تعلق کو ماسوے اللہ سے قطع کرلے، تاکہ اس کا قلب پوری طرح خدا کی طرف متوجہ ہو سکے اور یہ سمجھ لے کہ (جیسے) وہ (حج سے) واپس لوٹ کر نہیں آرہا۔ لہذا اسے چاہیئے کہ وہ اپنی وصیت اپنے اہل و عیال کے لئے لکھ دے اور سفر آخرت کی جو قریب ہے، تیاری کرے اس سے بہتر کیا ہوگا کہ وہ اس سفر (حج) کو اپنے اس سفر (آخرت) کا وسیلہ بنائے، کیونکہ وہی اس کا مستقر ہے اور وہیں اسے جانا ہے۔ پس اسے چاہیئے کہ استعداد کے

ہوتے ہوئے وہ اس سے غافل نہ ہو،[۳۷] اسے قطع علائق کے وقت یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ یہ قطع علائق سفرِ آخرت کے لیے ہے۔[۳۸]

سوم۔ احساس عظمت بیت اللہ

حاجی کو چاہیئے کہ اس کے دل میں بیت اللہ کے مقام اور اس کے رب کی عظمت کا پوری طرح احساس ہو[۳۸] اور جان لے کہ وہ اپنے اہل (و عیال) اور وطن کو ترک کر چکا ہے اور اپنے محبوب لوگوں اور اپنے شہر سے ایک عظیم الشان کام اور ایک بڑے حکم کی بجا آوری کے ارادہ سے جدا ہو چکا ہے[۳۹] اسے چاہیئے کہ وہ ان دونوں (یعنی بیت اللہ اور اس کے رب) کی تعظیم کے (احساس کے) ساتھ (گھر سے) نکلے، اس نیت سے کہ اگر وہ اپنی منزلِ مقصود تک نہ پہنچ سکا اور اسے راستے میں موت نے آلیا، تب بھی وہ اللہ سے ملاقات کرے گا اور اللہ کے وعدہ کے مطابق وہ اللہ ہی کے پاس پہنچے گا[۴۰] چونکہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول سے ملنے کے لئے نکلے اور اسے راستہ ہی میں موت آجائے تو اس کا اجر خدا ضرور دے گا۔[۴۱]

چہارم۔ تجرّدِ نفس

حاجی کو چاہیئے کہ اپنے نفس کو ہر اس چیز سے خالی کر دے جو اس کے دل کو مشغول رکھتی ہو، تاکہ اس کی فکر صرف اللہ کے لئے خدا کے ذکر اور اس کے شعائر کی تعظیم کی طرف پھر جائے اور وہ اپنی تمام حرکات و سکنات میں اُخروی امور کو یاد کرتا رہے۔[۴۲]

پنجم۔ زادِ راہ

حاجی کا زادِ راہ حلال ہو اور اس میں وسعت اور عمدگی ہو خود یا دوسروں پر خرچ کرتے وقت اس کا دل ہر طرح خوش اور راضی ہو، کیونکہ حج کی راہ میں مال کا صرف کرنا اللہ کی راہ میں صرف کرتا ہے اور اس کے ہر درہم کا اجر سات سو درہم کی برابر ہوتا ہے۔[۴۳]

رسول اللہؐ کا ارشاد گرامی ہے یہ انسان کے لئے شرف ہے کہ جب وہ سفر کے لئے نکلے تو عمدہ اور پاک زادِ راہ اپنے لئے انتخاب کرے۔[۴۴]

(امام زین العابدین) السجاد جب حج کے لئے سفر کرتے تو عمدہ زادِ راہ زیادہ مقدار میں اپنے ساتھ لیتے جیسے بادام، شکر، ترش مشروبات اور دوسرا ضروری سامان سفر۔[۴۵]

(امام جعفر الصادق کا ارشاد ہے "جب تم سفر کرو تو دسترخوان (یعنی زاد راہ) ساتھ لو اور عمدہ (زاد راہ) اختیار کرو" البتہ ایک روایت میں ہے کہ زیارت (امام) حسین (کے سفر) میں ایسا کرنا مکروہ ہے۔[۴۶]

انفاق کم خرچی کیساتھ ہونا چاہیئے جس میں نہ تنگی ہو اور نہ اسراف۔ اسراف سے مراد ہے عمدہ کھانوں کی بہتات اور انواع واقسام کے کھانوں کا بافراط استعمال جو آسودہ حال لوگوں کا شیوہ ہے، لیکن مستحق لوگوں پر کثرت سے خرچ کرنا اسراف نہیں کیونکہ خیر میں فضول خرچی نہیں اور فضول خرچی میں کوئی خیر نہیں۔[۴۷]

پس حاجی کو چاہیئے کہ زاد سفر کو حلال طریقہ پر حاصل کرے، جب وہ خود زاد راہ کی زیادتی کے لئے حرص محسوس کرے تاکہ منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے کافی ہو، تو اسے چاہیئے کہ وہ سفر آخرت کو یاد کرے جو اس سفر سے زیادہ طویل ہوگا اور یہ کہ اس کا زاد راہ تقویٰ ہوگا اور اس کے علاوہ وہ جن چیزوں کو زاد راہ سمجھتا ہے وہ موت کے وقت پیچھے چھوڑ جائے گا۔ مال اس کا ساتھ نہ دے گا اور نہ اس کے ساتھ باقی رہے گا تازہ کھجور کی طرح جو سفر کی پہلی منزلوں ہی میں خراب ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حاجی کو ڈرنا چاہیئے کہ مبادا اس کے اعمال (سفر) جو آخرت کے لئے اس کا زاد راہ ہیں، موت کے بعد اس کے ساتھ نہ جا سکیں، بلکہ ریاکاری اور تقصیر کی کدورتوں سے آلودہ ہو کر خراب ہو جائیں۔[۴۸]

حاجی کو چاہیئے کہ جو بھی مالی یا جسمانی نقصان یا مصیبت اس پر پڑے وہ خوش دلی کے ساتھ اسے برداشت کرے۔ کیونکہ یہ قبول حج کے راستہ میں مصیبت جہاد کی راہ میں سختیوں کے برابر ہوتی ہے چنانچہ ہر اذیت کے عوض جو کسی نے اٹھائی ہو اور ہر نقصان کے بدلہ میں جو برداشت کیا ہو ثواب ہوگا اور اللہ ان میں سے کسی چیز کو ضائع نہیں ہونے دے گا۔[۴۹]

<u>ششم خوش خوئی و حسن کلام</u>- حاجی کو چاہیئے اپنی عادت کو اچھا، اپنی گفتگو کو خوشگوار اور اپنے میں انکسار کو زیادہ کرے، اور بدخوئی، کلام میں تندی رفث (گندی گفتگو) فسق اور "جدال" (لڑائی جھگڑے) سے پرہیز کرے۔ "رفث" تمام گالیوں، لغویاتوں اور بدزبانیوں کے لئے ایک جامع لفظ

ہے۔"فسق" ہر اس قدم کو کہتے ہیں جو اللہ کی اطاعت سے باہر رکھا جائے اور "جدال" دشمنی اور جھگڑے میں زیادتی کو کہتے ہیں جس سے کینے پیدا ہوتے اور ٹکریں پھیلتی ہیں اور خوش خوئی کی مخالفت ہوتی ہے ۔[۴۸]

رسول اللہؐ نے فرمایا مبرور حج کی جزا جنت کے سوا کچھ اور نہیں۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ حج میں "بر" (نیکی) سے کیا مراد ہے ؟ تو آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا (اس سے مراد) خوش کلامی اور (مستحقین کو) کھانا کھلانا ہے ۔[۴۹]

حاجی کو اپنے ساتھیوں پر زیادہ اعتراض نہیں کرنا چاہئے، بلکہ خود میں نرمی پیدا کرنی چاہئے اور سارے لوگوں کے ساتھ جو بیت اللہ جا رہے ہوں متحمل مزاج رہنا چاہئے۔ حسن اخلاق (صرف) دوسرے کو اذیت رسانی سے بچنے ہی کا نام نہیں بلکہ (بعض اوقات) تحمل اذیت بھی اس میں شامل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سفر کا نام سفر اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ اس میں مختلف لوگوں کے اخلاق کو برداشت کرنا پڑتا ہے ۔[۵۰]

ہفتم زیب و زینت سے پرہیز

حاجی کو چاہئے کہ وہ (سفر حج میں) چھٹکے ہوئے بال والا، غبار آلود اور بغیر زیب و زینت والا ہو[۵۱] اسے فخر و نخوت میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے والا نہیں ہونا چاہئے، مبادا اس کا نام متکبر لوگوں کی فہرست میں لکھ دیا جائے اور ضعیف اور مسکین لوگوں کے گروہ سے اسے خارج کر دیا جائے۔ اگر اس میں قدرت ہو تو مناسک حج ادا کرنے کی جگہوں (مشاعر) کے درمیان کا فاصلہ پیدل طے کرنا چاہئے۔ حدیث میں وارد ہے۔

"اللہ کے بندہ کے لئے پیدل چلنے سے افضل کوئی چیز نہیں ہے اس پیدل چلنے کا باعث روپیہ بچانا نہ ہو، بلکہ خدا کی راہ میں خود کو تھکانا اور ریاضت ہونا چاہئے۔ اگر تونگری کے باوجود رقم بچانا مقصود ہو تو اس صورت میں سوار ہونا افضل ہوگا۔ اسی طرح اس شخص کے لئے سوار ہو کر سفر طے کرنا افضل ہوگا جو پیدل چلنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ یا بد اخلاق ہو یا عمل میں کوتاہی کرتا ہو۔ حدیث میں آیا ہے" اگر تم سوار ہو کر چلو تو میرے نزدیک یہ افضل ہے کیونکہ اس سے دعا اور عبادت کے لئے تم میں زیادہ توانائی باقی رہتی ہے۔" البتہ (حضرت امام) حسن بن علی پیدل چلتے تھے اور پیچھے سے محملوں اور سواری کے جانوروں کو ہانکتے جاتے تھے[۵۲]

جب حاجی کے لئے کوئی سواری کا وسیلہ مل جائے جن پہ وہ سواری کر سکے تو اسے چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے دل سے شکر ادا کرے کہ اس نے ان چار پائے کو اس شخص کے قبضہ میں دیدیا جو اس شخص کی جگہ اذیت برداشت کرتا ہے اور اس کی مشقت کو کم کرتا ہے۔ [۵۵]
اس کو چاہیئے کہ اس چار پایہ پہ نرمی روا رکھے اور اس پہ اتنا بوجھ نہ ڈالے جس کی اس میں طاقت نہ ہو۔ [۵۶]

حدیث رسول ؐ میں آیا ہے جب تم ان بے زبان چار پایوں پہ سواری کرو تو منزلوں پہ پہنچ کر ان کو (آرام کرنے کے لئے) چھوڑ دو۔ [۵۷] اسی طرح دوسری جگہ ارشاد نبوی ہوتا ہے۔ جب وہ سفر کے لئے نکلتے ہیں تو اپنے مویشیوں کو چرنے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ [۵۸]

جب وہ سواری پہ (سوار ہو) تو آخرت کے لئے اپنی سواری کو یاد کرے وہ سواری وہ جنازہ ہے جس پہ اس کو پہنچایا جائے گا۔ حج کا معاملہ ایک لحاظ سے سفر آخرت کے معاملہ سے مشابہ ہے۔ لہٰذا اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ کیا اس کا سفر اس سواری پہ مناسب ہوگا۔ اسی طرح یہ سواری اس سفر (آخرت) کے لئے وسیلہ قرار پائے کیونکہ وہ سواری اس سے کہیں زیادہ قریب تر ہے۔ اسے کیا معلوم کہ شاید اس کی موت قریب ہو اور اونٹ پہ سوار ہونے سے پہلے اسے جنازہ پہ جانا پڑے۔ اس کا جنازہ پہ جانا تو قطعی ہے البتہ اس کے لئے سفر (حج) کے اسباب کا مہیا ہونا قطعی نہیں۔ تعجب! وہ مشکوک سفر کے اسباب میں تو احتیاط کرے اور زاد راہ اور سواری کی تیاری کرے لیکن ایک یقینی سفر کے معاملہ میں سہل انگاری سے کام کرلے۔ [۵۹]

روایت ہے کہ رسول اللہ ؐ جب حج کے لئے اپنی سواری پہ سوار ہوتے تو ان کے نیچے ایک فرسودہ کجاوہ اور ایک پرانی چھوردار چادر ہوتی جس کی قیمت چار درہم ہوتی۔ [۶۰]

(جاری)

حوالجات

۱:- محمد مہدی النراقی، جامع السعادات، (مطبوعہ نجف، ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء)
ج ۲، ص ۳۸۰

۲:- محمد جواد مغنیہ، فقہ الامام جعفر الصادق، (مطبوعہ دار العلوم للمایین، بیروت):
ج ۲، باب الحج، ص ۱۳۵۔

۳:- القرآن، سورہ آل عمران (۳) آیت ۹۷۔

۴:- فقہ الامام جعفر الصادق، ص ۱۳۶

۵:- جامع، ص ۳۸۰

۶:- ایضاً، و محمد الغزالی، احیاء علوم الدین، (مطبوعہ مصر ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء) الجزء الاول، ص ۲۷۳۔

۷:- ایضاً ص ۳۸۰-۳۸۱۔

۸:- ایضاً، ص ۳۸۱۔

۹:- ابن ماجہ، سنن، مناسک ۸، نسائی سنن، حج ۴، احمد بن حنبل، مسند ۲/۴۳۱/۶، ۲۹۴، ۳۰۲/۳۱۴، محمد الکلینی، الکافی، ج ۴، ۲۵۳/۷ (کچھ اضافہ کے ساتھ) ۲۰۹/۲۸، ابو جعفر الطوسی، تہذیب الاحکام، ج ۵، ۲۲/۶۴

۱۰:- نہج البلاغہ، باب حکم و نصائح، نمبر ۱۳۶

۱۱:- ایضاً، باب المختار من حکم امیر المومنین، نمبر ۲۵۲ (کچھ اضافہ کے ساتھ)

۱۲:- ایضاً، خطبہ اوّل، آخری حصہ۔

۱۳:- ایضاً، خطبہ نمبر ۱۰۸

۱۴:- القرآن، سورہ المائدہ (۵) آیت ۸۲۔

۱۵:- ایضاً سورہ الحدید (۵۷) آیت ۲۸۔

۱۶:- رھبانیۃ ھذہ الامۃ الجہاد (احمد ۳/۲۶۶)، ان سیاحۃ امتی الجہاد فی سبیل اللہ (ابوداؤد، باب جہاد، ۶)

۱۷:- احیاء، ص ۲۷۳، وجامع، ص ۳۸۲-۳۸۳۔

۱۸:- جامع، ص ۳۸۳۔

۱۹:- ایضاً، ص ۳۸۱۔

۲۰:- احیاء، ص ۲۷۳

۲۱:- ایضاً: وجامع، ص ۳۸۱۔

۲۲:- جامع، ایضاً۔

۲۳:- احیاء، ایضاً۔

۲۴:- ایضاً، ص ۲۷۳، ۲۷۴؛ وجامع ایضاً۔

۲۵:- ایضاً، ص ۲۷۴: وجامع ایضاً

۲۶:- جامع، ایضاً۔

۲۷:- ایضاً: احیاء، ایضاً۔

۲۸:- یہ روایت حسب ذیل کتابوں میں مذکور ہے: ۱) بحارالانوار، طبع امین الضوب، ج ۲۱، باب جوامع، آداب الحج، ص ۲۸، سطر ۱۷-۲۳ : ۲) مصباح الشریعہ و مفتاح الحقیقہ (مولف نامعلوم) باب ۲۱ : ۳) مستدرک الوسائل، ج ۲، کتاب الحج باب ما یتعلق بابواب العود الی منی ...... حدیث نمبر ۶، ص ۱۸۷، سطر ۳۱ وص ۱۸۸ سطر ۱۴ : ۴) محجۃ البیضا، مولوی فیض، مطبوعہ مکتبہ صدوق آخر کتاب اسرار الحج، ج ۲، ص ۲۰۷-۲۰۸ : ۵) شرح مصباح الشریعہ ومفتاح الحقیقۃ عبدالرزاق گیلانی، (مطبوعہ دانش گاہ تہران ۱۳۴۳ھ/۱۹۶۴م) ج ۱، باب ۲۲، ص ۱۴۲-۱۵۰ : ۶) جامع السعادات، ج ۳، ص ۳۹۴-۳۹۵)۔

:- آخری چار کتابوں نے اس روایت کو "مصباح الشریعۃ" سے نقل کیا ہے۔

۲۹ :۔ "مسجد الحرام" کو "بیت العتیق" کیوں کہتے ہیں، اس کے لئے ملاحظہ ہو، الکافی ج ۴، ۵/۱۸۹

۳۰ :۔ جامع، ج، ۳ ص، ۳۸۲۔

۳۱ :۔ ایضاً۔

۳۲ :۔ ایضاً

۳۳ :۔ ایضاً، ص ۳۸۳-۳۸۴۔

۳۴ :۔ ایضاً، ص ۳۸۴: احیاء، ج ۱، ص ۲۷۴۔

۳۵ :۔ احیاء، ایضاً۔

۳۶ :۔ ایضاً، جامع، ایضاً۔

۳۷ :۔ جامع، ایضاً۔

۳۸ :۔ ایضاً۔ عبارات کے کچھ اختلاف کے ساتھ۔

۳۹ :۔ ایضاً۔ عبارات کے کچھ اختلاف کے ساتھ۔

۴۰ ایضاً، ص ۳۸۵ و احیاء، ص ۲۷۵۔ عبارات کے کچھ اختلاف کے ساتھ۔

۴۱ احیاء، ایضاً

۴۲ جامع، ایضاً

۴۳ ایضاً۔

۴۴ ایضاً۔

۴۵ ایضاً

۴۶ ایضاً

۴۷ ایضاً۔ نیز فضلِ نفقۂ حج کے لئے ملاحظہ ہو: الکافی ج ۴، ۱/۲۸۰۔

۴۸ احیاء، ایضاً

۴۹ ۔ جامع، ایضاً۔

۵۰ ۔ ایضاً، ص ۳۸۵-۳۸۶۔ نیز ملاحظہ ہو: الکافی، ج ۴، ۱/۳۳۷، ۲، ۳، ۶/۳۳۹

اور التہذیب، ج ۵، ۲۹۶ نمبر ا۔

۵۱۔ ایضاً۔ اس حدیث کے لئے ملاحظہ ہو الترمذی، سنن، باب حج، ۶

۵۲۔ جامع، ج ۳، ص ۳۸۶

۵۳۔ حدیث رسول ہے: خوشخبری ہے اس بندے کے لئے ...... جس کے سر کے بال چکٹے اور غبار آلود ہوں (بخاری، صحیح، باب جہاد، ۷۰) دوسری حدیث میں آیا ہے: دیکھو میرے بندوں کو جو میرے پاس آتے ہیں، اس حالت میں کہ ان کے بال چکٹے اور (چہرہ) غبار آلود ہوتا ہے (احمد ۲/۲۳۴، ۳۰۵)۔ زیب و زینت سے پرہیز کرنے کے حکم کے لئے ملاحظہ ہو: الکافی، ج ۴، ۵/۳۵۷ اور التہذیب، ج ۵، ۲۴۵/۷۴۔

۵۴۔ جامع، ایضاً

۵۵۔ ایضاً و احیاء، ص ۲۷۵، کچھ عبارات کے اختلاف کے ساتھ۔

۵۶۔ جامع، ایضاً

۵۷۔ امام مالک، موطا، باب استئذان، ۳۸: احمد، ۲/۳۲۷۔

۵۸۔ احمد، ج ۶/۳۰۱، ۳۰۵

۵۹۔ احیاء، ایضاً

۶۰۔ الترمذی، سنن، باب الشمائل، ابن ماجہ، سنن، باب مناسک، ۴

مولانا محمد یوسف بنوری کی رحلت

فکر و نظر کا زیر نظر شمارہ طباعت کے لئے پریس جا چکا تھا کہ یہ افسوسناک اور روح فرسا خبر سننے میں آئی کہ عالم اسلام کی ممتاز شخصیت اور نامور عالم دین، شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف بنوری قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ادارہ تحقیقات اسلامی مرحوم کے پسماندگان اور ان کے ہزاروں عقیدت مندوں اور شاگردوں کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ مولانا بنوری کی ہمہ گیر شخصیت کے بارے میں ہم فکر و نظر کے آئندہ شمارے میں تفصیلی شذرہ اور مضمون پیش کریں گے۔

_______ (مدیر)